Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 02, Issue 04, Oct-Dec 2024

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

نوجوان نسل میں الحاد کے اسباب اور اس کا سدباب ایک تحقیقی جائزہ

A Research Review on the Causes of Atheism Among the Youth and Its Remedies

ABSTRACT

The rise of atheism among the youth has become an increasingly significant issue in today's society. This research review explores the causes behind this phenomenon and suggests possible solutions. Key factors contributing to the growth of atheism include the influence of social media, the spread of misleading information, and the widespread adoption of secular ideologies. Exposure to these ideas, especially on digital platforms, often leads young people to question or abandon their religious beliefs. Furthermore, the lack of religious education and spiritual guidance in both family and school environments plays a vital role in fostering doubt among the youth. The breakdown of traditional family structures, where religious values were once emphasized, also contributes to the problem. In many modern educational systems, there is a lack of emphasis on religious teachings, which can help counter the influence of atheism. Addressing this issue requires a comprehensive approach. Parents, educators, and religious scholars must collaborate to engage the youth, provide thoughtful answers to their doubts, and promote clear, rational explanations of faith. Encouraging critical thinking and educating young people about distinguishing between credible and misleading sources of information, particularly in the digital age, can help reverse the growing trend of atheism among the youth.

Keywords: Atheism, Youth, Social Media, Religious Education, Secular Ideologies, Family Structures, Critical Thinking, Digital Age.

AUTHORS

Muhammad Sagheer*
Ph.D Scholar (Islamic Studies) Department of Shariah and Law, Green International University, Lahore, Pakistan:
muhammadmuneerrazam@gmail.com

Azhar iqbal**
M.Phil Scholar (Islamic Studies) National College of Business Administration & Economics, Lahore:
azhariqbal42424@gmail.com

Kashif Ali***
M.Phil Scholar (Islamic Studies) National College of Business Administration & Economics, Lahore:
kashifattari1510@gmail.com

Date of Submission: 17-11-2024
Acceptance: 09-12-2024
Publishing: 15-12-2024

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

Correspondence Author:
Muhammad Sagheer*Ph.D Scholar (Islamic Studies) Department of Shariah and Law, Green International University, Lahore, Pakistan.*

تعارف موضوع:

دنیا کے ہر مذہب میں خدا کا تعارف، اس کے اقرار اور اس سے انسان کا تعلق بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ مذہب نہ صرف خدا کی عبادت اور بندگی کا راستہ دکھاتا ہے، بلکہ انسان کی روحانیت، اخلاقیات اور معاشرتی تعلقات کو بھی منظم کرتا ہے۔ لیکن جدید دور میں مذہب کی بنیادی تعلیمات پر فکری یورش اور عملی انحراف کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔ جدیدیت نے مذہب کے خدا کے تصور کو مسترد کرتے ہوئے ایک افسانوی اور مجہول "خدا" کا تصور پیش کیا، جسے فکشن سے زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔ اس نئے تصور کے تحت انسان کو یہ آزادی دی گئی کہ وہ اس خدا سے تعلق استوار کرنے میں آزاد ہے، لیکن اس کا نتیجہ مذہب سے تعلق کو کم کرنے اور اسے ایک فرضی تصور سمجھنے کی صورت میں نکلا۔

آج کی دنیا میں نوجوانوں کے درمیان الحاد کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے، جو مذہب اور خدا کے تصور کو چیلنج کرتا ہے۔ سوشل میڈیا، جدید تعلیم، سائنسی علوم، اور ٹیکنالوجی نے نوجوانوں کے ذہنوں میں شک اور بے یقینی پیدا کی ہے۔ ان عوامل کے اثرات نے نوجوانوں کو خدا کے وجود اور مذہب کے حقیقی مفہوم پر سوالات اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، مذہبی تعلیمات سے دوری اور روحانی تربیت کی کمی نے نوجوانوں کی روحانیت کو کمزور کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں وہ مذہب سے لاتعلق ہو رہے ہیں اور الحاد کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

اس تحقیقی جائزے میں ہم ان مختلف اسباب کا تفصیلی تجزیہ کریں گے جو نوجوان نسل میں الحاد کے بڑھتے رجحان کا باعث بن رہے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے سدباب کے لیے ممکنہ حل بھی پیش کیے جائیں گے تاکہ نوجوانوں کو ایمان کی سچی حقیقت سے آگاہ کیا جاسکے اور انہیں الحاد کے اثرات سے بچایا جاسکے۔ اس تحقیق کا مقصد نوجوانوں میں مذہب اور روحانیت کے صحیح تصورات کو اجاگر کرنا ہے تاکہ وہ جدید چیلنجز کا مقابلہ کر سکیں اور اپنے ایمان کو مضبوط بنا سکیں۔

الحاد کی تعریفات:

الحاد کی تعریف مختلف مصادر میں مختلف انداز میں کی گئی ہے، لیکن اس کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ کسی فرد کا دین حق سے منحرف ہونا یا اس کا انکار کرنا۔ فیروز اللغات میں الحاد کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:"سیدھے راستے سے کتر جانا، دین حق سے پھر جانا، ملحد ہو جانا"۔

علامہ ابن منظور نے اس کی تفصیل دیتے ہوئے لکھا:"الملحد العادل عن الحق المدخل فيه ما ليس فيه"

یعنی ملحد وہ شخص ہوتا ہے جو حق سے روگردانی کرتا ہے اور اس میں ایسی چیزوں کو داخل کرتا ہے جو اس میں نہیں ہیں۔ ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے:"يلحدون اى معترضون"یعنی وہ لوگ جو اعتراض کرتے ہیں۔[1]

مریم ویبسٹرڈکشنری کے مطابق الحاد ایسا عقیدہ ہے جس میں کسی خدا کا تصور موجود نہیں ہوتا، یعنی

"The belief that there is no God"

جولین بیجینی نے اپنی کتاب "Atheism: A Very Short Introduction" میں الحاد کو اس طرح بیان کیا:

"It is the belief that there is no God or gods[2]"

الحاد کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ انسان کا ایسا عقیدہ رکھنا کہ خدا، رسول اور آخرت کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔

[1] ابن منظور، لسان العرب، 1/234، (بیروت، دار العلم برای عموم، 2003)

[2] Merriam-Webster Dictionary, "Atheism," retrieved from www.merriam-webster.com, Bejini, Julian. Atheism: A Very Short Introduction. Oxford University Press, 2007.

الحاد کا تاریخی پس منظر اور اس کے اسباب:

عصر حاضر میں مسلم معاشروں کو الحاد کا سامنا ایک سنگین چیلنج بن چکا ہے۔ قرآن میں الحاد کا ذکر مختلف مواقع پر آیا ہے، مثلاً سورہ جاثیہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا:

﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ﴾[3]

"اور انہوں نے کہا: ہماری زندگی تو بس دنیا کی زندگی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہلاک کرتا ہے، اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں، وہ صرف گمان کرتے ہیں"

اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو قیامت اور آخرت کا انکار کرتے ہیں اور اسے محض گمان سمجھتے ہیں۔

الحاد کی تاریخ قدیم ہے اور اس کی جڑیں مختلف تہذیبوں میں موجود ہیں۔ قرآن میں اس کا ذکر فرعون اور نمرود کے کرداروں کے حوالے سے کیا گیا ہے، جو خدا کے وجود کا انکار کرتے تھے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾[4]

"بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں کجی پیدا کرتے ہیں، ہم پر پوشیدہ نہیں۔ تو کیا جو شخص آگ میں ڈال دیا جائے وہ بہتر ہے یا جو قیامت کے دن امن کے ساتھ آئے؟ جو چاہو کرو، بے شک وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔"

یعنی جو لوگ ہماری آیات کو الٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہمارے لیے کچھ نہیں چھپے۔ اگرچہ قدیم زمانوں میں الحاد کا پھیلاؤ اتنا زیادہ نہیں تھا کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پیغام کی تبلیغ کیا کرتے تھے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ الحاد کا باقاعدہ نظریہ سترہویں صدی عیسوی میں منظر عام پر آیا۔ ماضی میں الحاد کا پھیلاؤ اس لیے محدود تھا کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات معاشروں میں رائج تھیں اور ملحدین نظریاتی طور پر کمزور اور غیر منظم تھے۔ اس کے باوجود بدھ مت کو چھوڑ کر زیادہ تر مذاہب کسی نہ کسی شکل میں خدا کے تصور پر یقین رکھتے تھے۔ الحاد بطور نظریہ سترہویں صدی میں منظم ہوا۔ سائنس کے روایتی تصور، جو کائنات کے رازوں کی تلاش پر مبنی تھا، کو مادیت پرستی نے بدل دیا۔ سائنس نے کائنات کی تسخیر کو اپنا مقصد بنالیا اور انسانی نفس کو حقیقت اعلیٰ قرار دیا۔ فلسفی کانٹ کا یہ قول "I think, therefore I am" الحاد کی بنیاد میں ایک اہم دلیل ثابت ہوا، جس میں انسانی وجود کو حتمی حقیقت قرار دیا گیا۔ اٹھارویں صدی میں یورپ میں مذہب مخالف نظریات عروج پر پہنچے، اور انیسویں صدی میں چارلس ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے الحاد کو مزید تقویت دی[5]۔ ڈارون کے نظریے نے الہامی ادیان کے بنیادی عقائد، جیسے وجودِ باری تعالیٰ، رسالت، اور تصور آخرت پر حملہ کیا۔ اس دوران مارکس، اینجلز، فرائیڈ، اور نطشے جیسے مفکرین نے مختلف علوم کو الحادی بنیادوں پر منظم کیا اور الحاد کو فلسفہ اور سیاست کا اہم جزو بنا دیا۔ الحاد کے بڑھتے ہوئے اثرات نے دنیا بھر میں، بشمول مسلم معاشروں کے، گہرے نقوش چھوڑے ہیں، تاہم اسلام نے فکری میدان میں الحاد کا مضبوط جواب دیا ہے۔

---

[3] جاثیہ 24:45

[4] حم السجدہ 40:41

[5] محمد احمد، تعارف تہذیب مغرب اور فلسفہ جدید، ص: 293 (فیصل آباد، العارفی پبلشرز)

الحاد کی اقسام:

دور حاضر میں الحاد کی تین بڑی اقسام پائی جاتی ہیں جنہیں عموماً Gnosticism, Agnosticism اور Deism کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ہر ایک قسم کا اپنا خاص نقطہ نظر ہے جو الحاد کی تفہیم کو مختلف زاویوں سے پیش کرتا ہے۔

1. الحاد مطلق (Gnosticism)

الحاد کی یہ قسم علم و معرفت کی بنیاد پر ہے۔ اس میں ملحدین کے وہ افراد شامل ہیں جو خدا کے انکار میں متشدد ہیں اور تمام روحانی امور جیسے روح، فرشتے، جنت، دوزخ، اور مابعد الطبعیاتی (Metaphysical) مسائل کو رد کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ اس بات کا علم رکھتے ہیں کہ انسان اور کائنات کی تخلیق میں کسی خالق کا کوئی دخل نہیں، بلکہ یہ سب خود بخود وجود میں آیا ہے اور فطری قوانین (Laws of nature) کے تحت چل رہا ہے۔ یہ ملحدین ان معاملات میں اتنے قائل ہیں کہ ان کا یقین ہے کہ کائنات کا کوئی خالق نہیں اور یہ سب قدرتی عمل سے وجود میں آیا ہے۔

2. لاادریت (Agnosticism)

اگناسٹک وہ شخص ہوتا ہے جو خدا کے وجود یا عدم وجود کے بارے میں مکمل طور پر یقین یا علم میں کمی محسوس کرتا ہے اور اس کا کہنا ہوتا ہے کہ وہ خدا کے وجود کے بارے میں آگاہی یا ادراک نہیں رکھتا۔ وہ تذبذب کی حالت میں رہتا ہے اور نہ تو خدا کی موجودگی کا اقرار کرتا ہے اور نہ ہی انکار۔ اس کے مطابق، وہ سائنسی جستجو میں ہے اور اس کا کہنا ہے کہ علم کی حقیقت ابھی تک مکمل طور پر واضح نہیں ہو پائی ہے۔ عصر حاضر میں اس کی مثال مبشر علی زیدی ہیں جنہوں نے خود کو اگناسٹک قرار دیا اور کہا کہ وہ خدا کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سائنسی فکر اور غیب پر ایمان یکجا نہیں ہو سکتے اور مختلف رائے پر اتفاق ضروری ہے۔

3. ڈی ایزم (Deism)

ڈی ایزم کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ خدا نے اس کائنات کو تخلیق تو کیا ہے، لیکن اس کے بعد وہ اس سے بے نیاز ہو گیا ہے۔ اس کے مطابق، کائنات خود بخود چل رہی ہے اور خدا کا اس میں مزید کوئی عمل دخل نہیں۔ اس تحریک کا مقصد رسالت اور آخرت کے عقائد کا انکار تھا۔ ڈی ایزم کو فروغ ڈیوڈ ہیوم، مڈلٹن اور ایڈم سمتھ جیسے فلاسفروں کی تحریروں سے ملا اور یہ تحریک خدا کے بعد کائنات کے معاملات میں مداخلت کے خلاف تھی۔

الحاد کی یہ تین اقسام مختلف فکری بنیادوں پر قائم ہیں اور ہر ایک کا مقصد خدا کے وجود اور اس کی مداخلت کو مختلف طریقوں سے رد کرنا ہے۔ ان میں سے ہر ایک قسم کے پیروکار اپنے مخصوص عقائد اور دلائل کے ساتھ خدا کی موجودگی یا عدم موجودگی پر مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ ان نظریات کا فروغ دور حاضر میں مخصوص فکری اور فلسفیانہ تناظر میں کیا جا رہا ہے اور یہ ملحدین کے مختلف گروہوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

نوجوانوں میں الحاد کا فروغ اور سدباب:

عصرِ حاضر میں الحاد ایک سنگین فکری چیلنج کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے، خاص طور پر نوجوانوں میں اس کا تیزی سے فروغ ایک قابلِ تشویش مسئلہ بن چکا ہے۔ جدید دنیا میں جہاں سائنسی ترقی، فلسفیانہ سوالات، اور سوشل میڈیا کا دور دورہ ہے، وہاں نوجوانوں کی ذہن سازی اور ان کی فکری تشکیل میں الحادی نظریات کا اثر بڑھتا جا رہا ہے۔ نوجوانوں میں الحاد کے فروغ کے اسباب کو سمجھنا اور اس کا سدباب کرنا بہت ضروری ہے، تاکہ آنے والی نسلوں کی فکری و روحانی حالت مستحکم رہ سکے۔

نوجوانوں میں الحاد کے فروغ کی کئی اہم وجوہات ہیں، جن میں سے سب سے نمایاں یہ ہیں:

1. سائنس اور فلسفہ کا اثر:

عصرِ حاضر میں سائنس اور فلسفہ کا اثر نوجوانوں کی فکری تشکیل میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ سائنسی تحقیق نے کائنات کی تخلیق اور اس کی ساخت کے بارے میں بہت ساری نظریات پیش کیے ہیں، جن میں سے کئی خدا کے وجود کے سوال پر چیلنج کرتے ہیں۔ فلسفے میں بھی خدا کے وجود کو موضوع بحث بنایا گیا ہے، اور مختلف مکاتبِ فکر نے اس کے بارے میں اپنی آراء پیش کی ہیں۔ مثال کے طور پر، فلسفیوں جیسے رینی ڈیکارٹ اور فریڈرک نیٹشے نے خدائی وجود پر سوالات اٹھائے، جس کا اثر اس وقت کے نوجوانوں پر پڑا۔ اس کے علاوہ، چارلس ڈارون کا نظریہ ارتقاء بھی ایک سبب بن گیا، جس نے زندگی کے آغاز کے بارے میں مذہبی عقائد کو چیلنج کیا۔ جیسا کہ محمد قطب نے اپنی کتاب اسلام اور جدید مادی انکار میں اس کا ذکر کیا ہے، "ڈارون کا نظریہ ارتقاء خدا کے وجود کے خلاف ایک عظیم چیلنج بن چکا ہے۔"[6]

2. مذہبی برداشت کی کمی:

مذہب کے بارے میں غلط فہمیوں، شدت پسندی، اور مذہبی رواداری کی کمی بھی نوجوانوں میں الحاد کے فروغ کا ایک بڑا سبب ہے۔ جب نوجوانوں کو مذہب میں تنگ نظری، فرقہ واریت، اور شدت پسندی نظر آتی ہے، تو وہ مذہب سے دور ہو جاتے ہیں۔ سید جلال الدین عمری نے اس موضوع پر لکھا ہے کہ مذہب کی غلط تشریح اور شدت پسندی کی وجہ سے نوجوانوں میں ایک ردِ عمل پیدا ہوتا ہے، جو انہیں الحادی نظریات کی طرف مائل کرتا ہے۔"[7]

3. مادیت پرستی:

موجودہ دور میں مادیت پرستی اور دنیاوی خواہشات کی بڑھتی ہوئی اہمیت بھی نوجوانوں میں الحاد کو فروغ دیتی ہے۔ نوجوان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ صرف وہ چیزیں حقیقت میں موجود ہیں جنہیں وہ اپنے پانچ حواس سے محسوس کر سکتے ہیں۔ مادہ پرستی اور دنیاوی کامیابیوں کی طرف نوجوانوں کی توجہ ان کے روحانی اور مذہبی عقائد کو متاثر کرتی ہے۔ حافظ محمد شارق نے اپنی کتاب الحاد اور جدید ذہن کے سوالات میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ مادیت پرستی نے نوجوانوں کے ذہنوں میں خدا کے وجود کے بارے میں شک پیدا کیا ہے۔[8]

4. سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا اثر:

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ نے الحادی نظریات کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نوجوانوں کے لیے یہ ذرائع معلومات کا اہم ذریعہ بن چکے ہیں، جہاں انہیں مختلف قسم کے نظریات اور سوالات کا سامنا ہوتا ہے۔ سوشل میڈیا پر موجود الحادی مواد اور بحث و مباحثہ نوجوانوں کی ذہنی تشکیل پر اثر انداز ہوتا ہے، اور وہ ان نظریات کو قبول کرنے لگتے ہیں۔ Gilgamesh Nabeel نے اپنے تحقیقی مضمون میں اس بات پر روشنی ڈالی ہے کہ سوشل میڈیا پر الحادی نظریات کی ترویج اور ان کی شدت نے نوجوانوں کو مذہب سے دور کر دیا ہے۔[9]

---

[6] محمد قطب، اسلام اور جدید مادی انکار، ص 45، (لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1987)

[7] سید جلال الدین عمری، انکارِ خدا کے نتائج، ص 5، (علی گڑھ، حقیقات اسلامی، 1984)۔

[8] حافظ محمد شارق، الحاد اور جدید ذہن کے سوالات، ص:87، (لاہور، کتاب محل، 2017ء)

[9] Atheists in Muslim World Growing Silent Minority," The Washington Times, 2017

5. موروثیت:

بعض نوجوانوں کی الحادی سوچ ان کے خاندانوں یا معاشرتی ماحول سے متاثر ہو کر پیدا ہوتی ہے۔ اگر کسی نوجوان کا خاندان یا معاشرہ مذہبی عقائد سے دور ہو، تو وہ بھی ان ہی خیالات کو اپناتا ہے۔ یہ موروثیت ایک سنگین مسئلہ بن سکتی ہے کیونکہ اس سے نوجوانوں کی روحانی تعلیمات میں کمی واقع ہوتی ہے اور وہ الحاد کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

سدباب کے طریقے:

نوجوانوں میں الحاد کے فروغ کا سدباب کرنے کے لیے مختلف حکمتِ عملیاں اپنائی جاسکتی ہیں:

1. تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم کی اہمیت:

تعلیمی اداروں میں دینِ اسلام کی صحیح تعلیمات فراہم کرنا اور اس پر بحث و مباحثہ کرانا بہت ضروری ہے۔ مدارس اور یونیورسٹیوں میں دینی علوم کو اس طرح پیش کیا جائے کہ نوجوانوں کو مذہب کے صحیح اصولوں سے آگاہی ہو سکے۔ اس کے علاوہ، فلسفے اور سائنس کے مسائل پر بھی دینی نقطہ نظر سے بات کی جائے تاکہ نوجوان ان مسائل کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

2. مذہبی رواداری اور برداشت کی تربیت:

مذہبی رواداری اور برداشت کی تعلیم دینا بہت ضروری ہے تاکہ نوجوان کسی بھی مذہبی یا فلسفیانہ سوالات کا سامنا کرتے ہوئے تحمل اور علم کی بنیاد پر فیصلہ کر سکیں۔ مذہب کی صحیح تشریح، اس کی روحانی حکمت اور پیغمبروں کی تعلیمات کو نوجوانوں کے ذہنوں میں بٹھانا ضروری ہے۔

3. سوشل میڈیا کا مثبت استعمال:

سوشل میڈیا اور انٹرنیٹ کا مثبت استعمال نوجوانوں کے لیے ایک اہم ذریعہ بن سکتا ہے۔ نوجوانوں کو ایسے پلیٹ فارمز پر دینی مواد فراہم کیا جاسکتا ہے جو ان کے ذہنوں کی درست سمت میں رہنمائی کرے۔ سوشل میڈیا پر الحادی نظریات کے مقابلے میں دینی و فلسفیانہ مواد کی ترویج نوجوانوں کو صحیح معلومات فراہم کر سکتی ہے اور وہ غلط نظریات سے بچ سکتے ہیں۔

4. خاندانی کردار:

خاندان کا کردار بھی نوجوانوں کی فکری اور روحانی ترقی میں اہم ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو مذہب کی اہمیت سے آگاہ کریں اور ان کی روحانی تربیت کریں۔ ان کو صحیح اور غلط کے درمیان فرق سمجھائیں اور ان کی شخصیت کو مذہبی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔

5. دینی شخصیات کا کردار:

مذہبی شخصیات اور علماء کو نوجوانوں کے ساتھ بہتر تعلق قائم کر کے ان کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ جدید دور کے مسائل پر نوجوانوں کو دینی اور عقلی دلائل فراہم کریں تاکہ وہ جدید سوالات کا صحیح جواب دے سکیں۔

نوجوانوں میں الحاد کا فروغ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس کا سدباب ایک مشترکہ کوشش سے ممکن ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے تعلیمی اداروں، خاندانوں، سوشل میڈیا، اور دینی رہنماؤں کا کردار اہم ہے۔ نوجوانوں کو صحیح علم اور تربیت فراہم کر کے ان کے اندر مثبت سوچ پیدا کی جاسکتی ہے، اور وہ الحادی نظریات سے بچ سکتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ ہم نوجوانوں کو دین کی صحیح تفہیم فراہم کریں اور ان کے ذہنوں کو دینی و عقلی دلائل سے روشن کریں تاکہ وہ الحاد جیسے نظریات سے محفوظ رہیں اور اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے گزار سکیں۔

الحاد کی سائنسی بنیادوں کا خاتمہ:

انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے نصف اول میں الحاد کا نظریہ سائنسی تحقیق کی روشنی میں ایک مضبوط موقف اختیار کرتا گیا۔ اس دور میں سائنس نے ایسی تحقیقیں کیں جنہوں نے الحاد کو ایک علمی اور فلسفیانہ بنیاد فراہم کی۔ یہ وہ دور تھا جب مختلف سائنسی مفکرین نے کائنات اور انسان کی موجودگی کو محض قدرتی عمل قرار دے کر مذہب کو غیر ضروری یا غیر منطقی قرار دینا شروع کیا۔ اس دور کے سائنسی نظریات جیسے کہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء، فرائڈ کا نظریہ جنس، اور مارکس و اینجلز کے مادیت پسندانہ تصورات نے الحاد کو مزید تقویت دی۔ ان نظریات کے مطابق کائنات کی تخلیق محض ایک اتفاقی عمل تھا اور مذہب کو محض انسانی ذہن کا ایک افسانہ قرار دیا گیا۔

تاہم بیسویں صدی کے آخر اور اکیسویں صدی کے آغاز میں یہ تمام سائنسی نظریات اپنے بنیادی مفروضات کے ساتھ چیلنج ہونے لگے۔ اس دوران سائنس نے ایسی نئی دریافتیں کیں جنہوں نے الحاد کے ان سائنسی مفروضات کو جھٹلا دیا اور یہ ثابت کیا کہ کائنات کا وجود اور اس کے اندر پائی جانے والی ترتیب ایک خالق کی موجودگی کی علامت ہے۔ ان دریافتوں نے یہ ثابت کیا کہ کائنات میں اتنی پیچیدگی اور ترتیب ہے کہ یہ محض اتفاق سے نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کے پیچھے کسی عظیم عقل اور منصوبے کا ہاتھ ہے۔

ڈارون کا نظریہ ارتقاء اور اس کا رد:

ڈارون کا نظریہ ارتقاء 1859 میں پیش کیا گیا تھا اور اس نے اس وقت کی دنیا میں مذہب کے خلاف ایک بڑی بحث کا آغاز کیا۔ ڈارون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ زندگی کا آغاز ایک سادہ شکل سے ہوا اور وقت کے ساتھ ارتقاء کی بدولت موجودہ انواع تک پہنچا۔ اس نظریے کا مرکزی خیال یہ تھا کہ زندگی کا آغاز خود بخود ہوا اور اس کی تشکیل میں کسی خالق کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کا مقصد مذہب، خصوصاً خدا کے وجود کو چیلنج کرنا تھا۔

تاہم وقت کے ساتھ ساتھ سائنس نے اس نظریے کو چیلنج کیا۔ جینیاتی تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ ارتقاء ایک پیچیدہ عمل ہے جو کہ بہت زیادہ مخصوص شرائط اور قدرتی عوامل پر منحصر ہے۔ اگرچہ ارتقاء کے عمل میں کچھ تبدیلیاں آتی ہیں، لیکن یہ ایک بے ترتیب اور اتفاقی عمل نہیں ہے۔ اس کے برعکس، جینیاتی معلومات اور حیاتیاتی نظام اتنی پیچیدہ اور مربوط ہیں کہ یہ کسی "ڈیزائن" کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ، ڈارون کے نظریے کی بنیاد پر بہت سی تحقیقیں کی گئیں، جنہوں نے اس بات کو ثابت کیا کہ کائنات میں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو خود بخود، بغیر کسی بیرونی رہنمائی کے موجود نہیں ہو سکتیں۔

فرائڈ کا نظریہ جنس اور مذہب:

زیگمنڈ فرائڈ، جو نفسیات کے بانیوں میں سے ایک تھے، نے یہ نظریہ پیش کیا کہ مذہب دراصل انسان کی نفسیاتی کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔ فرائڈ کے مطابق، انسانوں نے خدا کی موجودگی کو ایک ایسی ضرورت کے طور پر تصور کیا جس کے ذریعے وہ اپنی ذہنی پریشانیوں اور خوف سے چھٹکارا پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے مطابق مذہب کی بنیاد محض انسانی ذہن کی تخلیق تھی تاکہ انسان اپنے خوف، درد اور الجھنوں کا سامنا کر سکے۔

تاہم جدید نفسیات نے اس نظریے کو مسترد کیا ہے۔ نفسیات کی تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ مذہب انسان کے روحانی اور اخلاقی لحاظ سے ضروری ہے۔ یہ نہ صرف ذہنی سکون فراہم کرتا ہے بلکہ انسان کو ایک مثبت مقصد اور ہدایت بھی دیتا ہے۔ مذہب انسان کے نفسیاتی، روحانی اور اخلاقی پہلوؤں کو بہتر بنانے میں مدد کرتا ہے، اور یہ کسی بیماری یا نفسیاتی عارضے کا نتیجہ نہیں ہوتا۔

مارکس اور اینجلز کا مادیت پسندانہ تصور:

کارل مارکس اور فریڈرک اینجلز نے مذہب کو ایک "مردہ" خیال قرار دیا اور اسے انسانی تاریخ کے دوران استحصال کے ایک آلے کے طور پر پیش کیا۔ مارکس کے مطابق، مذہب ایک خیالی تصور تھا جو طاقتور طبقات نے غریبوں کو کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب نے لوگوں کو اس بات پر قائل کیا کہ موجودہ حالات خدا کی مرضی ہیں اور اس لیے انہیں ان حالات کو تسلیم کرنا چاہیے۔ مارکس اور اینجلز کا خیال تھا کہ جب تک انسان طبقاتی جدوجہد سے آزاد نہیں ہوگا، مذہب کا اثر ختم نہیں ہو سکتا۔

لیکن حالیہ تحقیق نے مارکس کے اس نظریے کو بھی غلط ثابت کر دیا۔ جدید سماجیات اور تاریخ نے یہ ظاہر کیا کہ مذہب نہ صرف طاقتور طبقات کے خلاف انسانوں کی جدوجہد میں ایک اہم قوت رہا ہے بلکہ انسانوں کے اجتماعی شعور کی تشکیل میں بھی اس کا گہرا اثر ہے۔ مذہب نے لوگوں کو ان کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا اور ان میں امید اور مقصد پیدا کیا۔

سائنسی تحقیق کی نئی جہتیں اور الحاد کی شکست:

بیسویں صدی کے آخر میں سائنس نے کئی اہم دریافتیں کیں جنہوں نے کائنات کی تخلیق اور اس کی پیچیدگی کے بارے میں روایتی مفروضات کو چیلنج کیا۔ خلا میں کی جانے والی مشاہدات، بگ بینگ تھیوری اور کائناتی سائنس نے یہ ثابت کیا کہ کائنات کی تخلیق ایک ایسا مرتب اور منظم عمل تھا جو کسی ماسٹر ڈیزائن کی گواہی دیتا ہے۔ اس کے برعکس، ملحدین نے پہلے کائنات کو محض بے ترتیب اور اتفاقی قرار دیا تھا، لیکن اب سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات ایک منطقی اور مرتب نظام کے تحت کام کرتی ہے۔

کائنات کی ترتیب اور خدا کا وجود:

اس وقت کے سائنسدانوں نے یہ دریافت کیا کہ کائنات میں پائے جانے والے قوانین اتنے متوازن اور پیچیدہ ہیں کہ ان کا وجود محض اتفاق سے ممکن نہیں ہو سکتا۔ کائنات کی پیدائش کے آغاز میں جو قوانین موجود تھے، وہ اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ کسی اعلیٰ قوت یا خالق کا کردار تھا جس نے اس کو ترتیب دی۔ سائنسدانوں نے یہ ثابت کیا کہ اگر کائنات میں کوئی ایک معمولی سا بھی تغیر ہوتا تو زندگی کا وجود ممکن نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ، جینیاتی تحقیق نے یہ ثابت کیا کہ زندگی کے وجود کے پیچھے ایک عظیم مقصد اور منصوبہ موجود ہے۔

پیٹرک گلائن کا تبصرہ:

پیٹرک گلائن، جو کہ جارج واشنگٹن یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں، نے اپنی کتاب "God: The Evidence" میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جدید سائنسی تحقیق نے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ کائنات اور زندگی کی ترتیب کسی ماسٹر ڈیزائن کی گواہی دیتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جدید سائنسی تحقیقات نے اس مفروضے کو رد کر دیا ہے کہ کائنات محض بے ترتیب اور اتفاق سے بنی ہے۔ اس کے بجائے، سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ کائنات میں ایک مرتب اور منظم نظام ہے جو کسی خالق کی موجودگی کا اشارہ دیتا ہے۔ ان سائنسی تحقیقات نے واضح طور پر ثابت کیا کہ الحاد کی سائنسی اساسات بے بنیاد ہیں۔ سائنس نے یہ ظاہر کیا کہ کائنات اور زندگی کی تخلیق میں کسی خالق کا کردار ہے، اور یہ محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ یہ تمام سائنسی تحقیقیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ خدا کا وجود اور مذہب کی حقیقت سائنس کے دائرے میں بھی ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے نتیجے میں، الحاد کا نظریہ ایک کمزور موقف اختیار کرتا جا رہا ہے، اور مذہب اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی کی سمت میں نئے دروازے کھل رہے ہیں۔[10]

[10] Patrick Glynn, God: The Evidence, The Reconciliation of Faith and Reason in a Postsecular World, Prima Publishing.Califonia, 1997, pp.19-20, 53

مسلم نوجوانوں پر الحاد کے اثرات:

مسلم نوجوانوں پر الحاد کے اثرات گہرے اور پیچیدہ ہیں، جو ان کی ذاتی، سماجی، اور مذہبی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو متاثر کر رہے ہیں۔ یہ اثرات زیادہ تر فکری، روحانی، اور سماجی بحرانوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں، جو درج ذیل نکات میں بیان کیے جاسکتے ہیں:

1. مقصدِ زندگی سے دوری:

الحادی خیالات نوجوانوں کو زندگی کے بلند مقاصد سے دور کر دیتے ہیں۔ جب خدا اور آخرت کے وجود کو نظر انداز کیا جاتا ہے، تو زندگی محض ایک حادثہ یا اتفاق سمجھ لی جاتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نوجوان مقصدیت، روحانی سکون، اور خودی کی بلندی جیسی قدروں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

2. اخلاقی گراوٹ:

خدا کے وجود اور آخرت کے تصور کا انکار نوجوانوں کو اخلاقی حدود و قیود سے آزاد کر دیتا ہے۔ ان کے فیصلے اور اعمال صرف ذاتی مفادات اور لذت پرستی کے گرد گھومنے لگتے ہیں۔ نتیجتاً، وہ دھوکہ دہی، جھوٹ، اور دیگر غیر اخلاقی رویوں کو معمول سمجھنے لگتے ہیں۔

3. مایوسی اور بے سکونی:

الحاد کے زیرِ اثر نوجوانوں میں مایوسی، ذہنی دباؤ، اور اضطراب بڑھ جاتا ہے۔ اللہ پر ایمان اور دعا کا سہارا نہ ہونے کے باعث وہ اپنی مشکلات اور مصائب کا حل تلاش کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ یہ صورتحال انہیں ذہنی بیماریوں اور خودکشی جیسے اقدامات کی طرف دھکیل سکتی ہے۔

4. خاندانی نظام پر اثرات:

الحاد کے فروغ نے نوجوانوں کے خاندانی تعلقات کو بھی متاثر کیا ہے۔ روایتی خاندانی نظام جو محبت، احترام، اور قربانی پر مبنی تھا، الحادی نظریات کے زیرِ اثر کمزور ہو رہا ہے۔ نوجوان اپنی ذاتی آزادی کو مقدم رکھتے ہیں، جس کے نتیجے میں والدین اور بزرگوں کے ساتھ تعلقات میں دوری پیدا ہو رہی ہے۔

5. مذہبی بیگانگی:

الحاد نوجوانوں کو دین اور عبادات سے دور کر دیتا ہے۔ وہ نماز، روزہ، اور دیگر عبادات کو غیر ضروری سمجھنے لگتے ہیں۔ مذہبی تعلیمات کے بارے میں ان کی لاعلمی مزید بڑھ جاتی ہے، اور وہ اسلامی تعلیمات کو قدیم یا غیر متعلقہ سمجھنے لگتے ہیں۔

6. فکری انتشار:

الحاد کے زیرِ اثر نوجوانوں میں فکری انتشار بڑھتا ہے۔ وہ روایتی مذہبی نظریات اور جدید الحادی خیالات کے درمیان الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ کشمکش ان کی شخصیت کو غیر متوازن بنا دیتی ہے، اور وہ اپنی شناخت کھو بیٹھتے ہیں۔

7. سماجی علیحدگی:

الحادی نظریات نوجوانوں کو معاشرتی اقدار سے بھی دور کر دیتے ہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی، بھائی چارے، اور اجتماعی ذمہ داری جیسے اصولوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جس سے معاشرے میں ان کی سماجی حیثیت کمزور ہو جاتی ہے۔

8. ڈیجیٹل میڈیا کا اثر:

الحاد کے فروغ میں سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا کردار اہم ہے۔ نوجوان، خاص طور پر وہ جو علمی اور دینی رہنمائی سے محروم ہیں، الحادی مواد سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ ان پلیٹ فارمز پر موجود مباحثے اکثر نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔

اسلامی تناظر میں الحاد کے سد باب کے لیے تجاویز

الحاد، یعنی خدا کے وجود سے انکار، ایک فکری چیلنج کے طور پر مسلم معاشروں میں سر اٹھا رہا ہے۔ اس فتنے کا سد باب نہایت ضروری ہے تاکہ نوجوان نسل اسلام کے جمال اور کمال سے جڑی رہے۔ الحاد کے خلاف جدوجہد کے لیے عقلی دلائل، دعوت کے اصول، تعلیم، اور روحانی تربیت جیسے مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھنا ہوگا۔

1. عقلی دلائل کی پیش کش:

اسلام نے ہمیشہ عقل اور فطرت کی روشنی میں اپنے عقائد کو ثابت کیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہا کائنات کے مشاہدے کی دعوت دی ہے۔ مثلاً ﴿أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾[11]

"تو کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیے گئے؟"

یہ آیت انسان کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ کائنات کی ترتیب محض اتفاق کا نتیجہ نہیں ہو سکتی۔ جدید سائنس کے ذریعے تخلیق کے پیچیدہ مظاہر کو نوجوانوں کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ سمجھ سکیں کہ کائنات کے ہر گوشے میں خالق کی موجودگی کی نشانیاں موجود ہیں۔

2. دعوت کے اصول اور مخاطب کی نفسیات:

اسلامی دعوت کا ایک اہم اصول حکمت اور نرمی ہے، جیسا کہ قرآن میں حکم دیا گیا:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾[12]

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے اچھا ہو۔"

نوجوانوں کو الحاد سے نکالنے کے لیے ان کی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے گفتگو کی جائے۔ سخت لہجہ اور الزام تراشی کے بجائے ان کے سوالات کو سنجیدگی سے لیا جائے اور ان کے خیالات کا مدلل جواب دیا جائے۔ نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ میں مخاطب کے مقام اور حالت کے مطابق دعوت دینے کا بہترین طریقہ ملتا ہے۔

3. تعلیم کا نظام اور الحاد:

مسلم معاشروں میں الحاد کے بڑھتے رجحان کی ایک بڑی وجہ تعلیمی نظام کی خامیاں ہیں۔ جدید نصاب میں اسلامی عقائد کو سائنسی اور عقلی بنیادوں پر شامل کیا جائے۔ مدارس اور جامعات کو ایسا نصاب ترتیب دینا چاہیے جو نوجوانوں کو الحاد کے اعتراضات کا علمی جواب دینے کے قابل بنائے۔

4. سوشل میڈیا کا مثبت استعمال:

ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا الحاد کے فروغ کا ایک بڑا ذریعہ بن چکا ہے۔ اس کا مؤثر جواب دینے کے لیے اسلامی سکالرز اور ماہرین کو جدید پلیٹ فارمز پر مضبوط موجودگی قائم کرنی چاہیے۔ مختصر ویڈیوز، مضامین، اور مباحثوں کے ذریعے نوجوانوں تک مثبت پیغام پہنچایا جا سکتا ہے۔

5. روحانی تربیت:

نوجوانوں میں روحانی تربیت کی کمی بھی الحاد کی طرف جھکاؤ کا باعث بنتی ہے۔ نماز، ذکر، اور قرآن سے تعلق کو مضبوط کیا جائے تاکہ دل میں ایمان کی جڑیں مضبوط ہوں۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا: "دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہے۔"[13]

---

[11] الغاشیہ88: 17

[12] النحل16: 125

[13] رعد13: 28

یہ تربیت نوجوانوں کو زندگی کے چیلنجز کے مقابلے میں روحانی سکون فراہم کرے گی۔

6. علماء اور والدین کی تربیت:

الحاد کا سد باب کرنے کے لیے والدین اور علماء کو جدید چیلنجز سے آگاہ کیا جائے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کے سوالات کا جواب دیں اور ان کے شکوک و شبہات کو دور کریں۔ علماء کو جدید سائنسی معلومات اور الحاد کے فلسفے سے واقف ہونا چاہیے تاکہ وہ مؤثر انداز میں نوجوانوں کی رہنمائی کر سکیں۔

7. متحدہ حکمت عملی:

مختلف اسلامی مکاتبِ فکر کو الحاد کے خلاف ایک مشترکہ حکمت عملی تیار کرنی چاہیے۔ فکری اور عملی دونوں سطحوں پر جدوجہد ضروری ہے تاکہ مسلم معاشرے کو اس فتنے سے محفوظ رکھا جاسکے۔

الحاد کا مقابلہ صرف سختی یا زبانی مخالفت سے نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لیے علمی، عقلی، روحانی، اور عملی حکمت عملی اختیار کرنا ہوگی۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نوجوانوں کے دلوں میں ایمان کا نور اجاگر کیا جائے اور ان کو اللہ کی قدرت کا شعور دیا جائے تاکہ وہ الحاد کے فتنے سے محفوظ رہ سکیں۔

خلاصۃ البحث:

نوجوانوں میں الحاد کا بڑھتا ہوا رجحان مسلم معاشروں کے لیے ایک بڑا فکری چیلنج بن چکا ہے۔ الحاد کا بنیادی مقصد خدا کے وجود اور مذہبی تعلیمات کو انسانی زندگی سے بے دخل کرنا ہے۔ سوشل میڈیا، جدید تعلیم کا فقدان، اور خاندانی تربیت کی کمی نوجوانوں کو اس نظریے کی طرف مائل کر رہی ہیں۔

سوشل میڈیا پر گمراہ کن مواد اور دین مخالف نظریات آسانی سے دستیاب ہیں، جو نوجوانوں کے ذہنوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ جدید تعلیمی نظام میں دینی تعلیمات کو نظر انداز کیا جارہا ہے، جبکہ والدین کی طرف سے دینی تربیت کا فقدان اس مسئلے کو مزید سنگین بنا رہا ہے۔

الحاد کے اثرات نوجوانوں کے اخلاق، عقائد، اور روحانی زندگی پر گہرے نقوش چھوڑ رہے ہیں۔ ان کے اندر دینی شعور اور زندگی کا مقصد کمزور ہو رہا ہے، جو اسلامی معاشرت کی بنیادوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ والدین، اساتذہ، اور علماء نوجوانوں کے ساتھ قریبی تعلق قائم کریں اور ان کے سوالات کا مدلل اور منطقی جواب دیں۔ سوشل میڈیا اور دیگر پلیٹ فارمز کو مثبت انداز میں استعمال کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات کو جدید اور دلچسپ انداز میں پیش کیا جائے، تاکہ نوجوان نسل الحاد کے منفی اثرات سے محفوظ رہ سکے۔